

اس نور ذات اقدس کے سائے کی نفی  
جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی

# نَفِي الْفَنِيِّ عَمَّنْ الْإِسْتِنَارِ بِنُورِهِ كُلِّ شَيْءٍ

۱۲ ۵ ۹۶



قدس سرہ العزیز

تصنیف: اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

# نفی الفئی عن استنار بنورہ کل شی

۹۶ ھ ۱۲

اس نور ذات اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

تصنیف:-

علیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیش کش:

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

E-mail: [fikrealahazrat@yahoo.com](mailto:fikrealahazrat@yahoo.com)

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

نام کتاب: نفی الفئی عن استنار بنورہ کل شئی  
تصنیف: اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا خان بریلوی  
کمپوزنگ: راؤ خلیل احمد رضا قادری

**پیش کش:**

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

**اعلیٰ حضرت نیٹ ورک**

E-mail: [fikrealahazrat@yahoo.com](mailto:fikrealahazrat@yahoo.com)

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ تھا یا نہیں؟ بینوا

توجروا

## الجواب

الحمد لله الذي خلق قبل الاشياء نور نبينا من نوره وخلق  
الانوار جميعا من لمعات ظهوره فهو صلى الله تعالى عليه  
وسلم نورا الانوار وممد جميع الشموس والاقمار سماه ربه  
في كتابه الكريم نورا وسراجا منيرا فلو لا انارته لما  
استنارت شمس ولا تبين يوم من امس ولا تعين وقت  
للممس صلى الله تعالى عليه وعلى المستيرين بنوره  
المحفوظين عن الطمس جعلنا الله تعالى منهم الدنيا ويوم لا  
يسمع الا همس

بے شک اس مہر سپہر اصطفاء ماہ منیر اجتباء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوال علمائے کرام سے ثابت اور اکابر آئمہ و جہابذ فضلاء مثل حافظ رزین محدث و علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ و امام عارف باللہ سیدی جلال الملتی والدین محمد بنی رومی قدس سرہ و علامہ حسین بن محمد دیار بکری و اصحاب سیرت شامی و سیرت حلبی و امام جلال الملتی والدین سیوطی و امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء و علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صانیم الریاض و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ و فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی و جناب

۱۔ مراد دست قدرت ۲: یعنی ملائکہ ۳: یعنی شعلے سے

مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی و بحر العلوم مولانا عبدالحی لکھنوی و شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین و مقتدیان کہ آجکل کے مدعیان خام کو کاروان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تائیس و تہمید کی۔

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم

یکن یرئ له ظل فی شمس ولا قمر (۱)

یعنی ”سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں“

سیدنا عبد اللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ، حضرت سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرے ہیں!

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع

شمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع السراج قط

الا غلب ضوءہ علی ضوء السراج (۲)

یعنی ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ

کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور

کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔“

امام علام حافظ جلال الملئ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنی کے لئے ایک

باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکوان ذکر کر کے نقل کیا!

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ظله کان لا یقع علی الارض وانه کان نوراً فکان

اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر له ظل قال

بعضہم ویشہد له حدیث قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ



وسلم فی دعائه و اجعلنی نوراً. (۳)

یعنی ”ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا، بعض علماء نے فرمایا اور اس شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کر دے۔“

نیا نمونہ زوج اللیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں!

لم یقع ظله علی الارض ولا رى له ظل فی شمس ولا قمر قال ابن

سبع لانه کان نوراً قال رزین لغلبة انوارہ. (۴)

”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں، امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں“

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریف فرماتے ہیں!

وما ذکر من انه لا ظل تشخصه فی شمس ولا قمر لا نه کان نوراً. (۵)

یعنی ”حضور کے دلائل نبوت و آیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں انتہی۔“

علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح ”نیم الریاض“ میں فرماتے ہیں!

دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے، پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں، وھذا نصہ الخفاجی۔

(و) ومن دلائل نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ما ذکر) بالبناء

للمجهول والذي ذكره ابن سبع (من انه) بيان ما الموصلة (لا ظل تشخصه) اي جسده الشريف اللطيف اذا كان (في شمس ولا قمر) مما ترى فيه الظلال لحجب الاجسام ضوء النيرين ونحوهما وعلل ذلك ابن سبع بقوله (لانه) صلى الله تعالى عليه وسلم (كان نورا) والانوار شفافته لطيفته لا تحجب غيرها والانوار لا ظل لها كما تشهد في انوار الحقيقة وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال لم يكن لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس الاغلب ضوءه ضوئها ولا مع السراج الاغلب ضوئه ضوئه وقد تقدم هذا والكلام عليه ورباعيتها فيه وهي ما جر لظل احمد اذبال في الارض كرامة كما قد قالوا هذا عجب وكم به من عجب والناس بظله جمعيا قالوا وقالوا هذا من القيلولة وقد نطق القرآن بانه النور المبين وكونه بشر الابنا فيه كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغيره وتفصيله في مشكوة الانوار (٦) انتهى

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ دفتر پنجم مشنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

چوں فناش از فقر پیرایہ شود

او محمد وار بے سایہ شود

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (٧)

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا!

”در مصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد۔“

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ نہ چاندنی میں، اسے حکیم ترمذی نے ذکر ان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال

اور حدیث اجعلنی نوراً سے استشہاد ذکر کیا۔ حیث قال!

لم یکن له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر  
رواہ الرمذی عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یتظہر له ظل قال  
غیرہ ویشہد له قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائه واجعلنی  
نوراً. (۸)

اسی طرح سیرت شامی میں ہے!

وزاد عن الامام الحکیم قال معناه لنلا یطاعلیہ کافر فیکون مذلة له (۹)  
یعنی امام حکیم ترمذی نے فرمایا اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ القدس پر پاؤں نہ رکھے۔

**اقول۔** سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب

حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا، اس سے دریافت فرمایا، بولابات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں  
تمہارا سایہ پڑتا ہے اسے اپنے پاؤں سے روندنا چلتا ہوں، ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عز جلالہ نے اپنے  
حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا، نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں ہے قدر مافی شفاء الصدور۔

محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں حضور ﷺ کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور  
ہیں جیسا کہ ابن سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں، سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب  
تھا اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ  
پر پڑے وھذا کلامہ برمہ۔ (زرقانی کی اصل عبارت)

(ولم یکن له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر) لانہ  
کان نوار کما قال ابن سبع وقال رزین بغلبة انوارہ قیل حکمة  
ذالک صیانة عن ان یطاکافر علی ظلہ (رواہ الرمذی الحکیم عن  
ذکوان) ابی السمان الزیات المدنی او ابی عمر والمدنی مولیٰ



عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکل منہما ثقۃ من التابعین فهو مرسل  
 لکن روى ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع  
 الشمس قط الاغلب ضوءه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط  
 الاغلب ضوءه ضوء السراج (وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یتظہر لہ ظل)  
 لان النور لا ظل لہ (وقال غیرہ ویشهد لہ قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم فی دعائہ) لما سئل اللہ تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائه  
 وجهاته نوراً ختم بقولہ (واجعلنی نوراً) والنور لا ظل لہ وبہ یتم

الاستشهاد انتهى (۱۰)

علامہ حسین بن محمد یار بکری ”کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النوع الرابع ما اختص صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات“ میں فرماتے ہیں!

لم یقع ظله علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر (۱۱)

”حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا“

بعینہ اسی طرح کتاب ”نور البصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار“ میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالیٰ ”لولا اذ سمعتوہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم

خیراً“ فرماتے ہیں!

قال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلك علی الارض لئلا

یضع انسان قدمه علی ذلک الظل (۱۲)

”امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے“

امام ابن حجر مکی ”افضل القرئ“ میں زیر قول ماتن قدس سرہ لم یساووک فی علاک وقد حال سنا منک دوھم و سناء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک پہنچنے سے مانع ہوئی، فرماتے ہیں!

هو مقتبس من تسمية تعالى لنبية نورا في نحو قد جاء كم من الله نور  
وكتب مبين وكان صلى الله تعالى عليه وسلم يكثر الدعاء بان الله  
يجعل كلا من حواسه واعضائه وبدنه نورا اظهار الوقوع ذلك  
وتفضل الله تعالى عليه به ليزداد شكره و شكرامة على ذلك كما  
امرنا بالدعاء الذي في اخر البقرة مع وقوعه وتفضل الله تعالى به  
لذلك ومما يؤيدانه صلى الله تعالى عليه وسلم صار نورا وانه كان  
اذا مشى في الشمس والقمر لا يظهر له ظل لانه لا يظهر الا  
للخيف وهو صلى الله تعالى عليه وسلم قد خلصه الله من سائر  
الكثافات الجسمانية وصيره نورا صرفا لا يظهر له ظل اصلا.

یعنی ”یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور رکھا  
مثلاً اس آیت میں کہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب اور  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے ہیں کہ الہی میرے تمام حواس و اعضاء سارے  
بدن کو نور کر دے اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ  
دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل  
نے حضور پر کر دیا، جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں، وہ بھی اسی اظہار  
وقوع حصول فضل الہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض ہو جانے کی تائید اس  
سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا، اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو  
اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کر کے نرا نور کر دیا، لہذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا۔“

علامہ سلیمان جمل ”فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ“ میں فرماتے ہیں!

لم یکن له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل یظهر فی شمس ولا قمر (۱۳)

”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں“

فاضل محمد بن فہمیہ کی ”اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وائل بیتہ الطاہرین“ میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم میں ہے۔

وانہ لا فیسی له۔ یعنی ”حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا“

مجمع البحار میں برمز شیعنی زبدۃ شرح شفاء شریف میں ہے۔

من اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النور قیل من خصائصہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه اذا مشی فی الشمس والقمر لا یظهر له ظل (۱۴)

”حضور کا ایک نام مبارک نور ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو

سایہ نہ پیدا ہوتا۔“

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوة میں فرماتے ہیں!

ونبود مر آنحضرت راصلی تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر رواہ الحکیم ترمذی عن ذکوان فی نوادر

الاصول وعجب است ازیں بزرگان کہ ذکر کردند چراغ را ونور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ونور را سایہ نھے باشد اتھی۔ (۱۵)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوب صدم میں فرماتے ہیں!

اورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست، چوں لطیف

ترے ازوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔ (۱۶)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں!

واجب را تعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید مثل است ومنہی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہر گاہ محمد

رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خداے محمد را چگونہ ظل باشد۔ (۱۷)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورہ الضحیٰ میں لکھتے ہیں!

سایہ ایشاں بر زمین نمی افتاد۔ (۱۸)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ، استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نوراً سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالت واضح یہ ہے۔ دلیل شکل اوّل بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغریٰ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور کبریٰ یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پائے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے، اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں اور صغریٰ یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان نہیں مگر تمہکیت معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے!

یا ایہا النبی انا ارسلنک شہداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً۔ (۱۹)

”اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے

والا اور چراغ چمکتا۔“

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا!

وجعل القمر فیہن نوراً وجعل الشمس سراجاً۔ (۲۰)

اور فرماتا ہے!

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔ (۲۱)

”تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔“

علماء فرماتے ہیں یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔



اسی طرح آیہ کریمہ والنجم اذا هوی (۲۲) میں امام جعفر صادق اور کریمہ وما ادرک ما الطارق النجم الثاقب (۲۳) میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (۲۴)

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اللهم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وفی عصبی نورا وفی لحمی نورا وفی دمی نورا وفی شعری نورا وفی بشری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نورا وامامی نورا وخلفی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعلنی نورا۔ (۲۵)

”کہ الہی میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے۔“

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ و مہر درخشندہ و نور الہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا؟ حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا، اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جائیں جیسے چراغ پیش مہتاب یکسر ناپدید و کالعدم ہو جائیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے۔

واذا تکلم رء کا لنور ینخرج من بین ثنایا۔ (۲۶)

”جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھٹتا نظر آتا۔“

وصاف کی حدیث میں وارد ہے!

یتلا لؤ وجهہ تلا لؤ القمر لیلة البدر اقنی العربین له نور یعلوہ یحسبہ من لم یتاملہ

اثم انوار المتجرد۔ (۲۷)

”یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بنی تھی اور اس پر ایک نور کا بکا متجلی رہتا

کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا، صلی اللہ تعالیٰ علی کل عضو من جسمہ الانوار الاعطر وبارک وسلم۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کان الشمس تجری فی وجہہ (۲۸) ”گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا“ اور فرماتے ہیں اذا ضحك يتلا لو الجدر (۲۹) ”جب حضور ﷺ ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔“

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں لو رأیت لقلت الشمس طالعة (۳۰) ”اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔“ ابو قرق صافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں رأینا کان النور یخرج من فیہ (۳۱) ”ہم نے نور سائلکتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔“

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور ﷺ پیدا ہوئے، ان کی روشنی سے بھرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے۔ چند روایتوں میں ہے اضاء له ما بین المشرق والمغرب (۳۲) ”شرق سے غرب تک منور ہو گیا۔“ اور بعض میں ہے امتلأت الدنيا کلها نورا (۳۳) ”تمام دنیا نور سے بھر گئی۔“

آمنہ حضور ﷺ کی والدہ فرماتی ہیں رأیت نور اساطعا من رأسه قد بلغ السماء (۳۴) ”میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔“

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نور رخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی۔ (۳۵)

علامہ فاسی ”مطالع المسرات“ میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں!

كان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضیی البیت المظلم من نورہ (۳۶)

”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا“

اب نہیں معلوم کہ حضور ﷺ کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا

یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور ہر یوں کہیے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہیے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟۔

بالجملہ جب کہ حدیثیں اور اتنے اکابر آئمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابرہ و کج بختی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا، جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہو، وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں تو وہ بھی ایسے ہی آئمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ کہ حضور کا سایہ تھا۔ مجرد ماؤشما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

### چہ نسبت خاک را با عالم پاک

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ لطف، وہ خود فرماتے ہیں لست کمثلکم (۳۷) ”میں تم جیسا نہیں“ ویروی، لست کھیتکم (۳۸) ”میں تمہاری ہیئت پر نہیں“ ویروی، ایکم مثلی (۳۹) ”تم میں سے کون مجھ جیسا ہے“۔ آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نور رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں (۴۰) پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے، ان کے بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل و ادب سے کس قدر دُور پڑتا ہے۔

الا ان محمد ابشر لا کالبشر  
بل هو یاقوت بین الحجر

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ثابتہ و خصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا، وہ خود فرماتے ہیں!

لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (۴۱)  
 ”تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ  
 پیارا نہ ہوں۔“

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل و نکثیر مدائح میں مشغوف رہتا ہے،  
 سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ دوست کا۔  
 جانِ برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محبت تیرے مٹانے کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا، جان ایمان و کان  
 احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بارتن نازک پر اٹھالیا، تمہارے غم  
 میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم دن رات لہو و لعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول اور وہ شب و روز تمہاری  
 بخشش کے لئے گریاں و ملول۔  
[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

جب وہ جانِ رحمت و کانِ رأفت پیدا ہوا، بارگاہِ الہی میں سجدہ کیا اور **رب ہب لی امتی** فرمایا،  
 جب قبر شریف میں اتارا الب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ **امتی** (۴۲) فرماتے تھے،  
 قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے **نفسی نفسی اذ ہبوا الی غیری**  
 (۴۳) سنو گے اور اس غم خوار امت کے لب پر رب امتی کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا، صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی  
 پکاروں گا، کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جا نگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گا ہے ہم سے کسی غافل  
 و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر  
 آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی، ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح ستائش و نشر فضائل سے آنکھوں کو  
 روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتیٰ الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشمِ خرد بین میں سرمہٗ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبہٗ انصاف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر  
 مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصفِ ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشر محاسن و نکثیر مدائح نہ دوستی کا



مقتضے نہ رد فضائل نفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا و رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ نہیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی اور جو اب بھی تیرے دل میں کوئی شک و

شبہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسلمی بہ قمر الہتمام فی نفی الظل عن سید الانام علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع و اضاءات بلکہ معدن انوار و افضل مصیبات بلکہ درحقیقت بعد جناب الہی نام نور انہیں کو زیبا اور ان کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہیں کی جناب سے ایک علاقہ و انتساب کے سبب اور بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ پیشوایان دین کا دأب ان معاملات میں ہمیشہ قبول و تسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن و حدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا تصور سمجھانہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور آئمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ و اباحت لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ لطف جانفزائے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ واصہارہ وانصارہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین آمین والحمد للہ رب العلمین۔

کتبہ عبدہ المذنب

احمد رضا

عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## کتابیات

۱۔ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، مطبوعہ دارالکتب الحدیثیہ مصر، ج ۱، ص ۱۶۹

۲۔ ابن جوزی، کتاب الوفاء، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، ج ۲، ص ۲۰۷

۳۔ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، مطبوعہ دارالکتب الحدیثیہ مصر، ج ۱، ص ۱۶۹

۴۔ جلال الدین سیوطی، انموذج اللیب، مطبع الکتاب لاہور، ص ۵۳

۵۔ قاضی عیاض، شفاء شریف، ج ۱، ص ۳۰۶

۶۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ج ۳، ص ۲۸۲

۷۔ مولانا روم، مثنوی شریف، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی پاکستان، دفتر پنجہ، ص ۷۷

۸۔ علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی، مواہب لدنیہ، مطبوعہ مصر، ج ۲، ص ۲۸۰

۹۔ محمد بن یوسف الشامی، سبل الہدیٰ (سیرت شامی) ج ۲، ص ۱۲۳

۱۰۔ علی برہان الدین الحلی، سیرت حلبیہ، مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ بیروت، ج ۳، ص ۳۳۲

۱۱۔ علامہ زرقانی، زرقانی شرح مواہب لدنیہ، ج ۴، ص ۲۵۳

۱۲۔ الشیخ حسین بن محمد الدیاربکری، تاریخ الخلیس، مطبوعہ مطبع عثمان عبدالرزاق مصر، ج ۱، ص ۲۴۸

۱۳۔ علامہ نسفی، تفسیر مدارک، مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت، ج ۳، ص ۱۳۵

۱۴۔ علامہ سلیمان جمل، فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ، مطبوعہ مکتبۃ التجاریہ الکبریٰ مصر، ص ۵

۱۵۔ الشیخ محمد طاہر پٹنی، مجمع بحار الانوار، مطبوعہ لکھنؤ (انڈیا)، ج ۳، ص ۴۰۲

۱۶۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوة، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۱، ص ۴۳

(ترجمہ عبارت) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا، بروایت حکیم

ترمذی از ذکوان، اور تعجب ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

۱۷۔ حضرت مجدد الف ثانی، مکتوبات، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۳، ص ۹۳

(ترجمہ عبارت) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

۱۸۔ حضرت مجدد الف ثانی، مکتوبات، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۳، ص ۱۵۵

(ترجمہ عبارت) اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔

۱۹۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی، مطبوعہ لال کنواں دہلی، ج ۳، ص ۳۱۲

www.alahazratnetwork.org

(ترجمہ عبارت) آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا

۲۰۔ قرآن مجید، سورۃ ۳۳، آیت ۴۵

۲۱۔ قرآن مجید، سورۃ ۷۱، آیت ۱۶

(ترجمہ) اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔

۲۲۔ قرآن مجید، سورۃ ۵، آیت ۱۵

۲۳۔ قرآن مجید، سورۃ ۵۳، آیت ۱

(ترجمہ اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے)

۲۴۔ قرآن مجید، سورۃ ۸۶، آیت ۲-۳

(اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا)

۲۵۔ علامہ قاضی عیاض، شفاء شریف، ج ۱، ص ۲۸-۳۰

۲۶۔ مسلم بن الحجاج، مسلم شریف، مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی، ج ۱، ص ۲۶۱

۲۷۔ قاضی عیاض، شفاء شریف، ج ۱، ص ۵۵

۲۸۔ شمائل ترمذی، مطبوعہ امین کمپنی دہلی، ص ۲-۳

۲۹۔ قاضی عیاض، شفاء شریف، ج ۱، ص ۵۱

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، مطبوعہ دارالکتب الحدیثہ مصر، ج ۱، ص ۱۷۹

۳۲۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر یمینی، مجمع الزوائد مطبوعہ دارالکتب بیروت ج ۸، ص ۲۸۰

۳۳۔ علامہ یوسف مہمانی، انوار محمدیہ، مطبوعہ مکتبہ اشیق استانبول ترکی، ج ۱، ص ۲۴۰

۳۴۔ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، مطبوعہ دارالکتب الحدیثہ مصر، ج ۱، ص ۱۱۸

۳۵۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۳۶۔ تاریخ ابن عساکر بحوالہ خصائص کبریٰ، علامہ جلال الدین سیوطی، ج ۱، ص ۱۵۶

۳۷۔ امام محمد المہدی القاسی، مطالع المسرات، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۳۹۳

۳۸۔ محمد بن اسماعیل بخاری، بخاری شریف، مطبوعہ انجمن نقشبندیہ قصور، ج ۱، ص ۲۶۳

ایضاً۔ مسلم بن الحجاج، مسلم شریف، مطبوعہ مکتبہ دہلی، ج ۱، ص ۳۵۱

۳۹۔ مسلم بن الحجاج، بحوالہ مذکورہ

ایضاً مسلم بن الحجاج، بحوالہ مذکورہ

۴۰۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض، ج ۳، ص ۲۸۲

۴۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری، بخاری شریف، مطبوعہ مکتبہ ہاشمیہ میرٹھ انڈیا، ج ۱، ص ۷

۴۲۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوة، مطبوعہ نول کشور کان پور انڈیا، ۲، ۵۶۸

۴۳۔ مسلم بن الحجاج، مسلم شریف، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ج ۱، ص ۱۱۱